دیوتائی مقام دیا۔ اور ایسے مقام کی جانب حضرت عیسیٰؑ کے ماننے والوں کو بلایا، اور ایسی دعوتِ فکروعمل کو صلیب پر موت کی تلقین سے مستحکم کیا گیا۔ پولوس نے ایک ایسا مسلک رواج دیا جو حضرت عیسیٰؑ کا دیا ہوا مسلک نہ تھا۔ زیورچ یونیورسٹی کے الٰہیات کے پروفیسر ڈاکٹر ارنلڈ مائیر نے سینٹ پال کی ابتدائی کاوشوں پر بحث کرتے ہوئے بتایا ہے کہ وہ (پولوس) علمی قیاس آفرینی کو عبرانی استدلال کے ساتھ مربوط کرنے کا آرزومند تھا۔ اور اسکے زیر اثر پولوس نے بتدریج نظریۂ تصدیق کو مرتب کیا۔ اور یوں حضرت عیسیٰؑ کے سادہ اور عام فہم ایمان کے جانب کھلتے ہوئے سارے دروازے بند کردیئے۔ پولوس کا دیا ہوا کرسٹالوجی کا اور مرکے دوبارہ جی اُٹھنے کا فکری نظام ایک ایسا واقعہ ہے جس نے سادہ دل عیسائیوں کے ایمانیاتی شعور کو مسدود کر دیا ہے۔ اور جس کا مختلف قوموں پر بھی ویسا ہی اثر ہوا ہے۔ حضرت عیسیٰؑ کی بچوں کی مانند تقدیس بھی نظر انداز ہوتی گئی ہے۔ اِن امور کا ذکر کرتے ہوئے ڈاکٹر مائیر اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ عیسائیت کا بانی کون ہے؟ اور اس پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

''اگر عیسائی عقائد یوں ہیں کہ ہمارا مسیح پر ایمان اس اعتبار سے ہے کہ وہ آسمانی باپ کا فرزند ہے اور نوع انسانی سے اُسکا کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ آسمانی تقدیس میں جیا۔ اور آسمان سے زمین پہ وارد ہوا۔ انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔ اور اپنا انسان ہونا، ایک کنواری کے بطن سے ولادت کے طور پر پایا، تاکہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ مصلوب ہوکر اپنے لہو سے ادا کرے۔ اور جو مرنے کے تیسرے دن دوبارہ جی اُٹھا۔ اور خدا کے دہنی طرف اٹھایا گیا اور جو اپنے لوگوں کے خداوند کے طور پر اُنکی دعائیں سنتا ہے، اُن کی رہبری کرتا ہے، اور اُن کے اندر رہتے ہوئے ذاتی اعتبار سے کارفرما ہے۔ اور جو دوبارہ آئے گا، آسمان کے بادلوں کے ساتھ، تاکہ دُنیا کی منصفی کرے۔ اور خداوند خدا کے دشمنوں کو تلف کرے گا۔ اور اپنے لوگوں کے ساتھ جو اُسے مانتے ہیں آسمانی روشنی میں ظاہر ہوگا۔ تاکہ وہ اُس کی تقدیس میں سے حاصل کریں۔ اگر یہ عقائد عیسائی مذہب کے ہیں تو ایسے عیسائی مذہب کا بانی پولوس تھا۔ اور بلاشبہ ایسے مذہب کا بانی ہمارا خداوند نہیں

تھا۔۔۔'' (آرنلڈ مائیر یسوع یا پولوس ص ۱۲۲)

آرنلڈ مائیر اسی سوال کو واضح کرتے ہوئے مزید لکھتا ہے:

''یقیناً پولوس نے ایک ایسا کام سرانجام دیا جو بے پناہ تاریخی اہمیت کا حامل تھا اُس نے حضرت عیسیٰؑ کو یہودی مسیحا کے مقام سے بلند تر کرتے ہوئے اُسے غیر یہودیوں اور ساری بنی نوعِ انسان کا نجات دہندہ بنا دیا۔۔'' (ایضاً)

ڈاکٹر جوہانس وائیس بھی جن کا تعلق ہائیڈل برگ یونیورسٹی سے ہے اس رائے سے متفق ہیں کہ پولوس کے نزدیک حضرت عیسیٰؑ نبی ہوتے ہوئے بھی ایک عالمگیر احترام کے منصب پر فائز ہوئے۔ اُن کا کہنا ہے کہ:۔

''اِس اعتبار سے ایسے نجات دہندہ پر ایمان جسے پولوس نے بیان کیا تھا ایک نئی بات تھی، جو یسوع کی تعلیمات سے مختلف بھی تھی اور اِس لحاظ سے اِس مذہب کی نوعیت بھی جداگانہ تھی۔'' (وائیس: پال اور یسوع ص ۱۳۰)

ریڈ کی رائے ہے کہ پولوس حضرت عیسیٰؑ کا شاگرد یا خادم نہیں تھا۔ گو اُس نے اپنے آپ کو شاگرد اور خادم بھی کہا ہے۔ بلکہ وہ کسی اور کا شاگرد بھی تھا اور خادم بھی تھا۔ اور اُسے پولوس نے آسمانی نجات دہندہ کی شکل میں پہچانا تھا۔ وہ لکھتا ہے:۔

''یسوع کی تعلیمات فرد کی ذات کو مخاطب کرتی ہیں۔ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنی روح کو خدا کے تابع کرے اور خود بھی خدا کی رضا اور حکم کے تابع ہو۔ ایسا ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہیئے۔ پولوس کے نزدیک مرکزی نکتہ الوہی اور ماورائی ہے۔ جو مصدر ہے ہر عمل کا اور اِن اُلوہی صفات پر ایمان بنتا ہے۔ کہ یسوع مجسم ہوا۔ کہ وہ اپنے مرنے کے بعد دوبارہ جی اُٹھا۔ اور ایسا ایمان نجات کا ضامن ہوگا۔ جو امور پولوس کے نزدیک اہم ہیں وہ یسوع کی نظر میں اہم نہ تھے۔'' (ریڈ: پولوس ص ۶)

لیکن میں اس مسئلے کو صرف وہیں تک نہیں چھوڑ سکتا جہاں تک اِسے اِن تین الٰہیات کے اہلِ علم زیرِ بحث لائے ہیں اور صرف یہیں تک اکتفا نہ کروں گا کہ حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات اور پولوس کے مسلک میں کیا فرق ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اور

زیادہ گہرائی میں اُترنا چاہیئے تا کہ عقیدے کی واضح وجوہ اور اسباب کا علم ہوسکے۔ اور معلوم ہو کہ پولوس اس ضمن میں اپنے تخیل کو کس لئے بروئے کار لایا ہے۔ پولوس نے خود ایک مکاشفے پر انحصار کیا تھا۔ اُسے یہ مکاشفہ دمشق جاتے ہوئے راستے میں ہوا تھا۔ اُس نے مکاشفے میں یا جیسا کہ بعض کہتے ہیں کہ اپنے خود ساختہ تصوراتی علم میں صرف ایک آواز کو سنا تھا

''اے ساؤل تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟''

اس مکاشفے میں اُسے مزید کہا گیا کہ وہ ایسا کرنا بند کردے۔ جو شخص ساؤل کے ساتھ تھا اور دوسرے جو موجود تھے اُنہوں نے نہ کچھ دیکھا اور نہ کچھ سُنا تھا۔ ساؤل اِس حد تک خوف زدہ ہوا تھا کہ وہ نہ تو کچھ سن سکتا تھا اور نہ کچھ دیکھ سکتا تھا۔ اور ایسا برابر تین روز رہا۔ اُس کے علاج کیلئے حضرت عیسیٰؑ انانیس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ وہ ساؤل کے پاس جائے کیونکہ

''وہ قوموں اور بادشاہوں اور بنی اسرائیل پر میرا نام ظاہر کرنے کا میرا چُنا ہوا وسیلہ ہے۔'' (اعمال ۹:۱۵)

عجیب بات یہ ہے کہ پولوس (پال) نے خود اِن واقعات کا ذکر نہیں کیا۔ اور اگر پولوس واقعی حضرت عیسیٰؑ کا چنا ہوا وسیلہ تھا تو حالت مکاشفہ ہی میں اس بات کا حضرت عیسیٰؑ کی زبان سے صادر ہونا ضروری تھا۔ اور کسی دوسرے مکاشفے میں بھی ایسا کہا جاسکتا تھا۔ لیکن ایسے ماورائے فطرت واقعے عام شخص کی سمجھ میں بہت کم آتے ہیں تاہم یہ درست ہے کہ پولوس نے حضرت عیسیٰؑ سے براہِ راست کوئی پیغام نہیں پایا تھا۔ اور جو کچھ اُس پر وارد ہوا تھا۔ اُسے تخیل کی کارفرمائی بھی کہا جاسکتا ہے۔ اُس نے بعد ازاں حضرت عیسیٰؑ کو کسی خواب میں بھی نہیں دیکھا۔ ایسا امر تاریخ میں منفرد ہے۔ اُس نے جھوٹ بول کر ایک جعل کا ارتکاب کیا۔ اور اِس امر کے شدید احساس نے کہ اس کے خلاف لوگ الزام لگاتے تھے کہ پولوس نے جھوٹ بولا ہے۔ اُسے احتجاج کرنے پر بار بار آمادہ کیا۔ رومیوں کے نام اپنے خط میں وہ لکھتا ہے:۔

''اگر مِرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اُس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوئی تو پھر کیوں گنہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے؟'' (رومیوں کے نام خط ۳:۷)

یہی وہ اساس تھی جس پر پولوس نے اپنے مسلک کو استوار کیا تھا۔ تاہم پولوس کے کردار کو ذیل کے واقعات کی روشنی میں مزید پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ واقعات یروشلیم میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔ جب اُس پر یہودیوں نے حملہ کیا تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر اور یہودیوں کی ہمدردی حاصل کرنے کیلئے اُس نے کہا کہ وہ ترسُس شہر کا یہودی ہے (اعمال ۲۲:۳)۔ اور جب وہ حراست میں لیا گیا اور اُسے باندھا گیا کہ اُسے اذیت دی جائے۔ پولوس نے سزا سے بچنے کیلئے یہ جھوٹ بولا کہ وہ رُومی ہے۔ اُسی دن کے دوران اُس نے ہجوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ فریسی ہے۔ اور اُس کا باپ بھی فریسی تھا۔ لیکن جب اُسے فسطوس کے سامنے لایا گیا اُس نے ایک بار پھر رومی شہری ہونے پر اصرار کیا۔ گورنر نے اُسے روم بھیجنے کا فیصلہ کیا تاکہ اُس کا مقدمہ قیصر اگسٹس کے آگے پیش ہو۔ روم میں وہ دوبارہ خلاف قانون اقدام کے الزام میں قید میں ڈالا گیا۔

ابتدا ہی سے حضرت عیسیٰؑ کے حواری پولوس سے خائف تھے اور اُسے شاگردوں میں سے نہیں گردانتے تھے تاہم اُنہوں نے اُسے برنباس کے کہنے پر تپاک سے اپنایا تھا۔ اور یہ برنباس وہی ہے جسکی انجیل کو عیسائی اب تک غیر مصدقہ قرار دیتے ہیں۔

تاہم اِن امور سے قطع نظر اگر پولوس نے حضرت عیسیٰؑ سے ایک ایسا مذہب منسوب کیا ہے جس کا حضرت عیسیٰؑ نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اُس بارے میں بھی شواہد کو زیر نظر لائیں اور دیکھیں کہ کیا رسولوں نے اُس کے افکار سے انکار بھی کیا تھا۔ خطوط میں ایسے شواہد کی کمی نہیں ہے۔ وہاں ہمیں تین طرفہ آویزش دکھائی دیتی ہے جو حضرت عیسیٰؑ کے بھائی جیمز، پولوس اور پطرس کے مابین ہے۔ اِس آویزش میں یہوداہ بھی شامل تھا۔ ایک اعلیٰ مقصد کی بجا آوری میں یہ سب بلاشبہ شریک

تھے۔ لیکن وہ ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کے بارے میں معترض تھے۔ گو ایسا تذکرہ نام لئے بغیر ہوا ہے۔ بہر کیف رفتہ رفتہ ناموں کا ذکر بھی ہوا۔ لیکن مخالف نقطۂ نظر کو بدعت کہا گیا۔ اور جب رسول پولوس کی سرگرمیوں کو ایسے طریق کار کی مدد سے نہ روک سکے تو اُنہوں نے چودہ برس کے بعد پولوس کو ایک کونسل میں طلب کیا۔ اس کونسل کا انعقاد یروشلم میں ہوا۔ اُسے کہا گیا کہ وہ اس کونسل میں آکر اپنے اقدامات اور روّیوں کی وضاحت کرے۔ پولوس کونسل میں اپنے حمائیتیوں کے ساتھ آیا اور اُس نے کونسل کے دائرہ اختیار کو ماننے سے انکار کیا۔ کونسل کے اراکین کے پاس ایسا کوئی طریق نہ تھا کہ وہ پولوس کو باز رکھتے۔ حضرت عیسیٰؑ کے نام پر بھی اُن کی گزارشات نظر انداز کی گئیں۔ اور اُنکے پاس اور کوئی راستہ نہیں رہ گیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو پولوس سے الگ کر لیتے۔ اِسطرح مذہب عیسوی کا سب سے پہلا افتراق رونما ہوا۔ اور فرقے پیدا ہوئے جو اپنے عقائد میں ایک دوسرے سے بہت مختلف تھے۔ اور جن کا اختلاف بنیادی نوعیت کا تھا۔

پولوس شریعت کے اتباع کا قائل نہ تھا۔ اُس کا کہنا تھا کہ اگر راستبازی شریعت کے اتباع سے ممکن ہوسکتی ہے تو حضرت عیسیٰؑ کا مصلوب ہونا بے معنی نظر آتا ہے۔ پولوس کی رائے تھی کہ اہل شریعت اپنے طور پر لعنت میں ہیں (گلتیوں ۳:۱۰)۔ ایسے خیالات کا اظہار تین مقاصد کیلئے ہوا تھا۔ اوّل یہ کہ ایمان ہی ہر شخص کی تصدیق کرتا ہے۔ جس کیلئے شریعت کا اتباع ضروری نہیں ہے۔ دوم ایسا نقطۂ نظر خاص طور پر جمیز کو ہدف بنا کر بیان ہوا تھا جو اختلاف کرتا تھا۔ ایسے نقطۂ نظر کے مطابق یونان کی سرزمین پر کئی ایسے افراد عیسوی مذہب میں شامل ہوئے جو آزاد روی کے قائل تھے۔ اُنہیں پولوس کی تعلیمات کو قبول کرنے میں کوئی عار دکھائی نہ دیا۔ کیونکہ اُنہیں نجات کی خوش خبری میسر آگئی تھی ہر چند کہ اُن کے نیک اعمال کچھ زیادہ نہ تھے۔ ایسے رویوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے پولوس نے کہا:۔

''آؤ کھائیں اور پئیں کل تو مر ہی جائیں گے'' (۱-کرنتھیوں ۱۵:۳۲)

پولوس کا کہنا تھا کہ کوئی شخص اتباع شریعت کی بناء پر راستباز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ

یسوع مسیح پر ایمان لانے ہی سے راستباز ٹھہرتا ہے۔ کوئی بھی شریعت کے اعمال کے ذریعے راستباز نہ ٹھہرے گا۔ (گلتیوں ۲:۱۶)

اِسی خط میں پولوس نے اپنے پیروکاروں کو استقامت کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ وہ اپنی آزادی کو مستحکم کریں جسکی خاطر حضرت عیسیٰؑ نے اُن کو آزاد کیا ہے۔ اور نصیحت کی کہ وہ دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ آجائیں (گلتیوں ۵:۱) پولوس کو اس پر فخر تھا کہ اُس نے نہ تو کوئی انجیل قلمبند کی ہے اور نہ اناجیل ہی سے استفادہ کیا ہے (۱-کرنتھیوں ۹:۱۵) اُس نے فخریہ بیان کیا ہے۔ ''جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا۔ اُس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں'' (۱-کرنتھیوں ۷:۲۵)

حقیقت یہ ہے کہ پولوس نے ایک طرح اپنے الہام کا ذکر کیا ہے جو اُسکے دعویٰ کے مطابق اُس پر روح القدس کے فیض کے باعث تھا۔ تاہم اُسکا یہ بھی کہنا ہے کہ ایسا الہام دوسرے رسولوں پر بھی اُترا تھا۔ لیکن اُسکے درجات الگ الگ تھے۔ (۱-کرنتھیوں ۱۲: ۴-۱۲ ، ۲۸-۳۰)۔ لیکن کسی اور نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ پولوس نے مختلف مقامات پر اپنی رائے کا ذکر کیا ہے اور اپنے اختیار کو مستند قرار دیا ہے۔ ''خداوند کا کہنا ہے میرا اپنا کہنا نہیں ہے!'' تاہم اُس نے اپنی رائے کو الگ رکھا ہے۔ اور لکھا کہ میں خود خداوند کی جانب سے نہیں۔ ''جو کچھ کہہ رہا ہوں اُسکی اجازت سے ہے اُسکے حکم سے نہیں ہے۔'' ان فقرات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ پولوس کی ساری تحریریں الہامی نہیں ہیں۔ پولوس نے اس امر کا بجا طور پر اقرار کیا ہے کہ اُسکی خوشخبری حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات سے مختلف ہے۔ اُس نے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات پر اصرار زیادہ نہیں کیا۔ لیکن اس امر کا بھی اقرار نہیں کیا کہ وہ خداوند کے کلام سے کہہ رہا ہے (رومیوں ۱۶:۲۵)۔ وہ اپنی رائے ہی کا واضح اظہار کرتا ہے۔ اُس کا ایسا انداز غلط دکھائی دیتا ہے۔ اس ضمن میں ایک مثال کی طرف اشارہ قابل غور ہے۔ کائنات کے ختم ہونے کا ذکر کرتے ہوئے پولوس نے جو کچھ کہا وہ صریحاً غلط تھا کہ وہ خدا کے کلام کے مطابق کہہ رہا ہے ۔ (۱-تھسلنیکیوں ۴:۱۵)

تاہم یہ بے حد دشوار ہے کہ اُسکی کون سی تحریر حضرت عیسیٰؑ کی طرف سے الہام ہوئی ہے اور کون سی تحریر اُس کے اپنے ذہن کی ایجاد اور غلط کاری ہے۔ اسطرح ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ متن جن پر عیسائی عقیدہ استوار ہوا ہے اور جس پر ایمان اور اُمیدوں کا انحصار کیا گیا ہے محض انسانی کاوش ہے اور غیر الہامی ہے۔اور شاید یہی وجہ تھی کہ ابتدائی زمانے کے عیسائیوں نے پولوس کے مسلک کو رد کردیا تھا!

ان حالات میں جب پولوس کا مسلک حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کے برعکس تھا۔ دیگر رسولوں نے پولوس اور اُسکے نظریات کو مسترد کیا تھا۔ اسی لئے جیمز نے جو حضرت عیسیٰؑ کا بھائی تھا اور یروشیلم کے کلیسا کا سربراہ تھا پولوس کے دعاوی کو چیلنج کیا تھا۔ خطوط میں یہ صورت کچھ یوں ہے: لکھا ہے کہ ''جو شخص آزادی کی کاملِ شریعت پر غور سے نظر کرتا رہتا ہے وہ اپنے کام میں اس لئے برکت پائے گا کہ سُن کر بھولتا نہیں بلکہ عمل کرتا ہے''۔ (یعقوب ۱:۲۵)

جیمز نے اپنے مکتوب میں مزید کہا۔

''جس نے ساری شریعت پر عمل کیا اور ایک ہی بات میں غلطی کی وہ سب باتوں میں قصوروار ٹھہرا۔'' (یعقوب ۲:۱۰)

اُس نے یہ سوال بھی اُٹھایا کہ کیا صرف ایمان بغیر اعمال کے انسان کی نجات بن سکتا ہے؟

اور خود ہی اسکا جواب دیتے ہوئے لکھا۔''اسی طرح ایمان بھی اگر اُس کے ساتھ اعمال نہ ہوں تو اپنی ذات سے مردہ ہے'' (یعقوب ۲:۱۷)۔ پولوس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے جیمز لکھتا ہے:۔''تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے، یہ اچھا کرتا ہے۔ شیاطین بھی ایمان رکھتے اور تھرتھراتے ہیں۔ مگر اے نکمّے آدمی! کیا تو یہ بھی نہیں جانتا کہ ایمان بغیر اعمال کے بیکار ہے۔'' (یعقوب ۲:۱۹،۲۰)

جیمز نے پولوس کے نظریۂ راستبازی کو بھی نا قابل قبول قرار دیا اور لکھا ''پس تم نے دیکھ لیا کہ انسان صرف ایمان ہی سے نہیں بلکہ اعمال سے راستباز ٹھہرتا ہے''

(یعقوب ۲:۲۴)۔ اور اختتام پر پولوس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ''مگر اب تم اپنی شیخی پر فخر کرتے ہو۔ ایسا سب فخر بُرا ہے''۔ (یعقوب ۲:۱۶)

اب میں اس ضمن میں پطرس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ پطرس کا کردار اس امر کا غماض ہے کہ اُس نے ایک ہی رات میں مرغ کے بانگ دینے تک تین مرتبہ حضرت عیسیٰؑ کا انکار کیا تھا۔ اس لئے اِن معاملات میں ہم اُسے ایک نرم روّیہ اختیار کرتے دیکھتے ہیں۔ اپنے مکتوب میں اُس نے پولوس کو پیارے بھائی کہہ کر خطاب کیا ہے۔ اور نصیحت کی ہے کہ وہ فرزانگی اختیار کرے اور اپنی دعاؤں کی نگہداشت کرے اور محسوس کرنے والا کشادہ دل بنے۔ اِن باتوں کے باعث جیمز نے پطرس کو تقسیم شدہ ذہن کہا۔ اور کہا کہ وہ (پطرس) دو طرح سوچنے کا عادی ہو رہا ہے۔ لیکن جب پولوس حد سے تجاوز کرنے لگا تو اُسے 'غلط انداز اُستاد' کا نام دیا جس نے اپنے مسلک میں قابلِ مذمت بدعات شامل کی ہیں۔ اور ضرر رساں طریقے داخل کئے ہیں۔ تاہم جب اُن کے مابین خیالات کی خلیج وسیع ہونے لگی۔ پطرس نے نہ صرف اپنے پیارے بھائی کی کھل کر مذمت کی بلکہ اُس کے پیروکاروں کو بھی اُس سے خبردار کیا۔ پولوس کے مکتوبات کا ذکر کرتے ہوئے پطرس لکھتا ہے:

''پولوس نے اپنے سب خطوط میں اِن سب باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے ..... پس اے عزیزو! چونکہ تم پہلے سے آگاہ ہو اس لئے ہوشیار رہو تا کہ بے دینوں کی گمراہی کی طرف کھچ کر اپنی مضبوطی کو چھوڑ نہ دو۔'' (۲-پطرس ۳:۱۶:۱۷)

اِسی طرح یہوداہ بھی پولوس کی تکذیب کرنے میں شامل تھا۔ وہ لکھتا ہے:۔

'' کیونکہ بعض ایسے شخص چپکے سے ہم میں آملے ہیں جن کی اس سزا کا ذکر قدیم زمانہ میں پیشتر سے لکھا گیا تھا۔ یہ بے دین ہیں اور ہمارے خدا کے فضل کو شہوت پرستی سے بدل ڈالتے ہیں۔۔ یہ بڑبڑانے والے اور شکایت کرنے والے ہیں اور اپنی خواہشوں کے موافق چلتے ہیں اور اپنے مُنہ سے بڑے بول بولتے ہیں اور نفع کیلئے لوگوں

کی رُوداری کرتے ہیں..... یہ وہ آدمی ہیں جو تفرقے ڈالتے ہیں اور نفسانی ہیں اور رُوح سے بے بہرہ۔'' (یہوداہ:۴، ۱۶، ۱۹)

اسی سلسلے میں ایک اور واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ مرقس کا اصلی نام جان (یوحنا) تھا۔ اور اُسے اصلی نام ہی سے خطوط میں مخاطب کیا گیا ہے۔ پولوس اور برنباس اُسے یروشیلم سے انطاکیہ لے گئے تھے (اعمال ۱۲:۲۵) تاکہ وہ اُن کا مشیر بھی رہے اور کاتب بھی۔ سائپرس سے گزرتے ہوئے اچانک مرقس اُن کا ساتھ چھوڑ گیا (اعمال ۱۳:۱۳)۔ کیونکہ وہ اِس بات کا مخالف تھا کہ پولوس غیر قوموں میں منادی کرے۔ (ڈومیلو ص۷۲۲)

اِن حقائق کے مخالف گروہ میں یوحنا رسول اور پولوس شامل تھے۔ یوحنا نے جو ہر لحاظ سے پولوس سے دو قدم آگے تھا اُن پر تنقید کی جو کرنتھس میں رہتے تھے۔ اور جو باپ بیٹے والے نظریے پر یقین نہیں رکھتے تھے۔ یوحنا نے لکھا ہے:۔

''کون جھوٹا ہے سوا اُس کے جو یسوع کے مسیح ہونے کا انکار کرتا ہے۔ مخالف مسیح وہی ہے جو باپ اور بیٹے کا انکار کرتا ہے۔'' (۱۔یوحنا کا خط ۲:۲۲)

اسکے مخالف نظریہ رکھنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے وہ مزید لکھتا ہے:۔

''اور یہی مخالف مسیح کی رُوح ہے۔ جسکی خبر تم سُن چکے ہو کہ وہ آنے والی ہے بلکہ اب بھی دُنیا میں موجود ہے۔'' (۱۔یوحنا ۴:۳)

اس سلسلہ میں میں اب پولوس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اِس اعتراض پر یقیناً پولوس خموش نہیں رہ سکتا تھا تاہم اُس نے ابتدا میں صرف خبردار کرنا ہی ضروری سمجھا۔ اُس نے لکھا:۔

''کوئی تم کو بے فائدہ باتوں سے دھوکا نہ دے۔۔۔ پس اُنکے کاموں میں شریک نہ ہو۔۔'' (افسیون ۵:۶، ۷)

اِن مخالف آراء کے نتیجے میں تفرقہ پڑا اور کورینتھ میں ایک ایسا فرقہ بن گیا جسکے پیروکاروں نے یکسر پولوس کی تکذیب کی۔ پولوس نے اُن کے بارے میں کہا کہ وہ

گوشت میں کانٹے کے مانند ہیں یا شیاطین کے آلہ کار ہیں۔ پولوس لکھتا ہے:۔

''تمہاری نسبت مجھے خلوئے کے گھر والوں سے معلوم ہوا ہے کہ تم میں جھگڑے ہورہے ہیں۔۔۔ میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ..... میں نے تم میں سے کسی کو نہیں دیا۔۔۔'' (۱-کرنتھیوں ۱:۱۱-۱۴)

گلتیوں کو لکھا:۔

''میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا اُس سے تم اِس قدر جلد پھر کر کسی اور طرح کی خوشخبری کی طرف مائل ہونے لگے۔'' (گلتیوں ۱:۶)

اور رومیوں سے کہا:۔

''اب اے بھائیو! میں تم سے التماس کرتا ہوں کہ جو لوگ اُس تعلیم کے برخلاف جو تم نے پائی، پھوٹ پڑنے اور ٹھوکر کھانے کا باعث ہیں اُن کو تاڑ لیا کرو اور ان سے کنارہ کیا کرو۔ کیونکہ ایسے لوگ ہمارے خداوند مسیح کی نہیں بلکہ اپنے پیٹ کی خدمت کرتے ہیں اور چکنی چپڑی باتوں سے سادہ دلوں کو بہکاتے ہیں۔'' (رومیوں ۱۶:۱۷، ۱۸)

اِسی طرح ایک اور مقام پر پولوس نے کہا:۔

''کیا سب آزاد نہیں؟ کیا میں رسول نہیں؟۔۔۔ اُن کے لئے میرا یہی جواب ہے۔ کیا ہمیں کھانے پینے کا اختیار نہیں؟ ہم کو یہ اختیار نہیں کہ کسی عیسائی بہن کو بیاہ کر لئے پھریں جیسا اور رسول اور خداوند کے بھائی اور کیفا کرتے ہیں؟ یا صرف مجھے اور برنباس کو ہی محنت مشقت سے باز رہنے کا اختیار نہیں؟'' (۱-کرنتھیوں ۹:۱-۶)

یاد رہے کہ چودہ برسوں کے لمبے تضاد کے باعث یروشلیم کی کلیسا کے سربراہ جیمز نے یروشلیم میں ایک کونسل کے انعقاد کا اہتمام کیا۔ اِس کونسل کی کارروائیوں کی تفصیل کو اعمال میں محفوظ کیا گیا ہے۔ تاہم پولوس کا نقطۂ نظر گلتیوں کے نام مکتوب میں دکھائی دیتا ہے۔ پولوس بتاتا ہے کہ اس موقعہ پر برنباس اور ٹائیٹس اُسکے ہمراہ تھے۔ اُسے جیمز کے سامنے لایا گیا جہاں وہ دوسرے اکابرین کے ساتھ بیٹھا تھا۔ جیمز نے اُس پر غیر قوموں کے درمیان تعلیمات پھیلانے کا الزام لگایا۔ اور شریعت عیسوی سے انحراف کا مرتکب بھی